نظرات

مذہب اور سیاست سے علیحدگی کا تصور جدید مغربی تہذیب کا پیدا کردہ ہے اور اس کی تہہ میں بنیادی خیال یہ ہے کہ مذہب صرف اخلاق اور روحانیت سے تعلق رکھتا ہے جب کہ سیاست و حکومت انسانی زندگی کی مادی تنظیم سے متعلق ہے۔ اس طرح جدید مغربی ذہن نے روحانیت اور مادیت کو الگ الگ خانوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ نہ مادیت اور مادی زندگی کو اخلاق و روحانیت سے کوئی واسطہ ہے اور نہ اخلاق و روحانیت کو مادی زندگی کی تنظیم سے کوئی سروکار ہے اسلام اس طرز فکر کو تسلیم نہیں کرتا اس کی نظر میں انسان نہ خالی جسم ہے اور نہ خالی روح بلکہ جسم و روح کی ترکیب سے وجود پذیر ہوا ہے اس لئے دین اسلام خالص روحانیت کے ساتھ انسان کی مادی زندگی کو بھی ملحوظ رکھتا ہے وہ مادی زندگی اور روحانی زندگی کا جامع ہے کیونکہ حیات روحانی اور حیات مادی ایک دوسرے سے بستہ و پیوستہ ہیں۔ اسلام خالص روحانیت کا علمبردار نہیں ہے بلکہ وہ مادی زندگی کی بھی ایک خاص ڈھنگ پر تشکیل کرتا ہے کیونکہ مادی زندگی کی کوئی تشکیل ایسی نہیں ہے جو روحانی اور اخلاقی اثرات مترتب نہ کرتی ہو۔ اسلام اس دنیا کی زندگی کو پوری پوری اہمیت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ آخرت کی بھلائی کی تلاش کے ساتھ ساتھ اس دنیا میں تمہارا جو حصہ ہے اس کو نہ بھولو۔ وابتغ فیما اتاک اللہ الدار لآخرۃ ولاتنس نصیبک من الدنیا۔ اس طرح وہ آخرت کی طرح دنیا کی بھلائی کی تلاش کا درس بھی دیتا ہے: ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ۔ اسلام میں دنیا کو آخرت کی کھیتی

کہا گیا ہے ۔ اس لئے دنیا اور اس کی جائز ضروریات مادی زندگی اور اس کے جائز تقاضوں سے تغافل دراصل آخرت سے تغافل ہے ۔ اب ظاہر ہے کہ دینوی زندگی کی تنظیم اورمادی زندگی کی تشکیل میں حکومت و سیاست کا بہت بڑا حصہ ہے خصوصاً اس عہد جدید میں جب کہ مملکت اور ریاست زندگی کے ہر شعبہ میں دخیل ہیں ۔ ایک زمانہ تھا جب کہ مملکت اور ریاست صرف بیرونی دفاع اور داخلی امن و استحکام کے ذمہ دار تھے مگر آج حالت یہ ہے کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو ریاست کی دستبرد سے آزاد ہو حتیٰ کہ تعلیم بھی حکومت کے ہاتھ میں ہے جس کا اخلاق اور روحانی زندگی پر گہرا اثر پڑتا ہے ۔ اسی طرح معاشی زندگی کی تنظیم بھی آج کل حکومت ہی کے ہاتھوں میں ہے اور معاشی تنظیم جس ڈھنگ پر عمل میں آتی ہے اس کے لازمی اثرات افراد اور اور طبقات کے اخلاقی تعلقات پر مرتب ہوتے ہیں ۔ مثلاً ایک ایسا معاشرہ لیجئے جس میں ہر طرف غربت و افلاس جہالت اور بیماری کا دور دورہ ہو ایسے معاشرہ میں دینی اقدار اور اخلاقی اصول کے پنپنے پر حالات اثر انداز ہو سکتے ہیں ۔ جس معاشرہ میں مفلس لوگوں کی اکثریت ہو اور بیماری پھیلی ہو اور لوگوں کے علاج و معالجہ کا کوئی معقول اور خاطر خواہ انتظام نہ ہو اس حالت میں اکثر لوگ مصائب میں مبتلا رہیں گے ۔ اور دینی امور کی طرف کما حقہ توجہ نہ کر سکیں گے ۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے عہد اوائل اسلام میں ایرانی اور بازنطینی عوام کا جو نقشہ کھینچا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب غربت و فلاکت انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے تو لوگ آخرت سے غافل ہوجاتے ہیں ۔ یہی حال جہالت اور ناخواندگی کا ہے ۔ اگر کسی ملک کی اکثریت جاہل اور ناخواندہ ہو تو اس کے بیشتر افراد مذہب کے صحیح علم سے بے بہرہ رہیں گے اور طرح طرح کی توہمات میں مبتلا ہوں گے ۔ پھر حکومت اور ریاست صرف

معاشی زندگی کی تنظیم ہی نہیں کرتی ہے بلکہ وہ ذرائع ابلاغ مثلاً اخبارات ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ انسانی افکار و عقائد کو بھی متأثر کرتی ہے۔ ایسی صورت میں دین و مذہب حکومت کی ان پالیسیوں سے کیونکر صرف نظر کر سکتا ہے۔

بہر حال سیاست و دین کی علیحدگی کا مغربی تصور اسلامی دنیا پر منطبق نہیں ہوتا ہے۔ البتہ یہ صحیح کہ سیاست میں مذہب کے دخیل ہونے سے فرقہ وارانہ تعصبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس لئے مذہبی قیادت پر یہ بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ فرقہ وارانہ تعصبات اور فروعی اختلافات کو سیاست میں داخل نہ ہونے دے اور صرف دین کے محکم اصولوں اور نصوص پر اپنی حکمت عملی کا مدار رکھے۔

مظہر الدین صدیقی